ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:9دسمبر1953

اکھلاکلی حیات علی

بنام

دی سٹیٹ آف بمبئی۔

[بی کے مکھرجی اور این ایچ بھگوتی جسٹس صاحبان]

مجموعی ضابطہ فوجداری(V، سال1898 جیسا کہ ترمیم شدہ)، دفعہ 307-عدالت عالیہ کا حوالہ-مناسب طریقہ کار-جج صاحبان-جج واحد کے حقائق-بشرطیکہ فراہم کردہ فیصلہ تک بذریعہ معقول مرد حضرات پہنچاجاسکتاہے

مجموعی ضابطہ فوجداری کی دفعہ 307 کے تحت حوالوں کے معاملات میں نقطہ نظر کا مناسب طریقہ یہ ہے کہ عدالت عالیہ صرف اس صورت میں جج صاحبان کے فیصلے میں مداخلت کرے گی جب وہ فیصلے کو غیر معقول، واضح طور پر غلط یا ثبوت کے وزن کے خلاف سمجھے۔

اگر مقدمے کے حالات وواقعات ایسے ہیں کہ مردوں کا ایک معقول گروہ کسی نہ کسی نتیجے پر پہنچ سکتاہے، تو سیشن جج یاعدالت عالیہ کے لیے یہ مجاز نہیں ہے کہ وہ اپنے فیصلے کو اس فیصلے کی جگہ تبدیل کرے جو جج صاحبان نے دیاہے۔جج صاحبان حقائق کے واحد جج ہوتے ہے اور جج صاحبان کے فیصلے کا فائدہ اٹھانا ملزم کا حق ہے۔ یہاں تک کہ اگر سیشن جج یاعدالت عالیہ، اگر خود پر چھوڑ دیا جائے تو، کسی مختلف فیصلے پر پہنچ جائے گا، یہ سیشن جج کے لیے مجاز نہیں ہے کہ وہ حوالہ دے اور نہ ہی عدالت عالیہ کے لیے کہ وہ اسے قبول کرے اور جج صاحبان کے فیصلے کے لیے اپنے فیصلے کو تبدیل کرے بشرطیکہ فیصلہ ایسا ہو جس پر کیس کے حقائق اور حالات پر مردوں کا ایک معقول گروہ پہنچ سکے۔

رامانگرہ سنگھ بنام ایمپرر(اے۔ آئی۔ آر۔1946پی۔ سی۔151)کاحوالہ دیا گیا۔

اپیلیٹ فوجداری کادائرہ اختیار۔ فوجداری اپیل نمبر76،سال1953۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

فوجداری حوالہ نمبر 58، سال 1952 میں بمبئی میں نظام عدلیہ کی عدالت عالیہ کے 16 جون 1952 کے فیصلے اور حکم کے خلاف خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کے لیے ایچ جے امریگر۔

جواب دہندہ کے لیے پورس اے مہتا۔

9.1953 دسمبر۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس بھگوتی نے سنایا-

یہ مجموعی ضابطہ فوجداری کی دفعہ 307 کے تحت ایڈیشنل سیشن جج، گریٹر بمبئی کے ذریعے دیے گئے حوالہ کو قبول کرنے اور اپیل کنندہ کو مجموعہ تعزیرات بھارت 326 کے تحت جرم کا مجرم قرار دینے اور اسے چار سال کی سخت قید کی سزا سنانے کے بمبئی کی عدالت عالیہ کے فیصلے سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل ہے۔

استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ 25 اگست 1951 کو رات 10-30 یا 11 بجے کے قریب شکایت کنندہ عبدالستار بی بی جان اسٹریٹ کے راستے دھوبی گلی کی طرف جا رہا تھا۔بی بی جان اسٹریٹ کے ساتھ چکلا اسٹریٹ کے جوڑ پر، اپیل کنندہ نے ان پر حملہ کیا۔اپیل گزار نے پہلے اس کے دائیں کندھے پر مارنے کی کوشش کی، لیکن عبدالستار نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔اپیل کنندہ نے عبدالستار کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالا، اس کے سامنے گیا اور اسے دو جگہوں پر چھرا گھونپ دیا-ایک چوٹ بائیں طرف 9ویں اور 10ویں پسلی کی سطح پر اور دوسری چوٹ بائیں کندھے پر لگی تھی۔اس کے بعد اپیل کنندہ بھاگ گیا اور کئی لوگوں نے اس کا تعاقب کیا۔بابو آدم نے اسے چکلا اسٹریٹ اور مسجد بندر روڈ کے کونے میں دیکھا اور تعاقب میں شامل ہو گئے۔سب انسپکٹر چوان دھوبی اسٹریٹ میں اپیل کنندہ کا پیچھا کرنے والے ہجوم میں شامل ہو گئے، اور بالآخر اپیل کنندہ کو دھوبی اسٹریٹ اور ناگ دیوی اسٹریٹ کے جوڑ پر پکڑا گیا۔اس کے بعد اپیل کنندہ کو تھانے لے جایا گیا۔اسے پولیس افسران اس جگہ لے گئے جہاں حملہ ہوا تھا اور 26 اگست 1951 کو ایک بجے پانچ منٹ پر جائے وقوعہ کا پنچ نامہ بنایا گیا تھا۔اپیل کنندہ اور پولیس افسران پولیس اسٹیشن واپس آئے اور صبح یعنی آدھے گھنٹے کے اندر اپیل کنندہ کے پہنے ہوئے کپڑوں کے حوالے سے ایک اور پنچ نامہ بنایا گیا۔اس پنچ نامہ کے مطابق دائیں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

بازو کے گڑھے پر، سامنے اور دائیں ران پر خون کے داغ تھے۔ دائیں طرف، سائیڈ کالر اور قمیض کے پچھلے حصے پر بھی خون تھا۔

اپیل کنندہ کی طرف سے جو دفاع پیش کیا گیا وہ یہ تھا کہ وہ پھلوں کا دلال تھا اور 11 بجے کرافورڈ مارکیٹ سے اپنے واجبات وصول کرنے کے بعد وہ دھوبی اسٹریٹ کے کونے میں آیا، جب اس نے "چور، چور" کی آوازیں سنیں اور-اس کے بعد اس نے "چور، چور" بھی چلایا اور اس شخص کے پیچھے بھاگ گیا جو اسے پکڑنے کے لیے بھاگ رہا تھا۔ جب وہ ناگ دیوی کراس اسٹریٹ کے جوڈ پر پہنچا تو وہ نیچے گر گیا اور جو شخص اس کے آگے دوڑ رہا تھا وہ ایک گٹر میں بھاگا۔ جیسے ہی وہ آگے تھا اور عوام کے ارکان اس کا پیچھا کر رہے تھے، ان میں سے تین یا چار، اس کے نیچے گرنے کے بعد اس کے جسم پر گرے اور جب وہ اٹھا تو اسے دو یا تین دیگر افراد نے پکڑ لیا، جن سب نے کہا کہ یہی وہ آدمی ہے۔ **سب انسپکٹر چوان** ان افراد میں سے ایک تھے۔ چوان پر شک کیا گیا تھا کہ وہ شریک جرم ہے، لیکن کسی نے کہا کہ وہ ایک پولیس افسر ہے اور چوان کو پھر رہا کر دیا گیا۔ اپیل کنندہ کو پولیس پائلٹ کار میں بٹھایا گیا جو ساتھ آئی اور پولیس اسٹیشن لے جایا گیا۔ اس کے بعد اسے جائے وقوعہ پر لے جایا گیا اور وہاں پنچ نامہ تیار کیا گیا۔ اس کے بعد اسے دوبارہ پولیس اسٹیشن لایا گیا اور چارج روم میں بٹھایا گیا۔ کیونکہ وہ بہت گرمی محسوس کر رہا تھا، اس نے اپنی قمیض اتار کر اپنے پاس رکھ لی۔ اسی دوران، ایک پولیس کانسٹیبل وہاں آیا اور اس کی ناک پر ایک مکا مار کر کہا، "کیا تم کو لگتا ہے کہ یہ تمہارے والد کی رہائش گاہ ہے کہ آپ نے اپنی قمیض اتاری؟" اس کے بعد اس کی ناک سے خون بہنے لگا، اور اس کی وجہ سے اس کی قمیض اور پتلون خون سے رنگے ہوئے تھے۔ اسی کانسٹیبل نے پھر اسے کپڑے پہننے کو کہا اور اسے اپنے افسر کے پاس لے گیا۔ اس نے اپیل کنندہ 1-D کا کٹکر کے سامنے پیش کیا جس نے وہاں اس کے کپڑے دیکھے۔ پنچوں کو بلایا گیا اور ایک پنچ نامہ تیار کیا گیا جس میں قمیض اور پتلون پر خون کے داغ نوٹ کیے گئے تھے۔

اپیل کنندہ پر ایڈیشنل سیشن جج اور ایک مشترکہ جج صاحبان نے مقدمہ چلایا۔ استغاثہ نے مستغیث عبدال ستار، بابو آدم اور سب انسپکٹر چوان کے ثبوت طلب کیے۔ ثبوت کی قیادت ایک شناختی پریڈ کی گئی جو ہسپتال میں منعقد کی گئی تھی جہاں عبدالستار کو جائے وقوعہ سے لے جایا گیا تھا اور یہ ثابت ہوا کہ عبدالستار نے اس شناختی پریڈ میں اپیل کنندہ کی شناخت کی تھی۔ پنچ گواہ کا بھی ثبوت پیش کیا گیا جس نے پنچ نامہ کے سامنے اپیل کنندہ کی قمیض اور پتلون پر خون کے داغوں کو نوٹ کرتے ہوئے گواہی دی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ایڈیشنل سیشن جج نے اپیل کنندہ کے خلاف مقدمے کا خلاصہ ایک الزام میں کیا جو بہت منصفانہ تھا۔ عدالت عالیہ کے سامنے اور نہ ہی ہمارے سامنے اس الزام پر اعتراض نہیں کیا گیا تھا کہ اس میں کوئی غلط سمت یا جج صاحبان کو غیر ہدایت شامل ہے جیسے کہ فیصلے کو ذائل کرنا۔ مناسب غور و فکر کے بعد جج صاحبان متفقہ نہیں ہو سکی اور اپیل کنندہ کے خلاف چھ سے تین کی اکثریت سے قصوروار نہ ہونے کا فیصلہ سنایا۔ ایڈیشنل سیشن جج نے اکثریت کا فیصلہ قبول نہیں کیا۔ انہوں نے فیصلے سے اختلاف کیا اور سوچا کہ انصاف کے مقاصد کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ کیس کو عدالت عالیہ میں پیش کرے اور اس کے مطابق 22 اپریل 1952 کے ایک ریفرنس کے آرڈر کے ذریعے مجموعی ضابطہ فوجداری کی دفعہ 307 کے تحت کیس کو عدالت عالیہ میں پیش کیا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ بمبئی ایکٹ ششم، سال 1952 کے نفاذ سے پہلے، مجموعی ضابطہ فوجداری کی دفعہ 305 اور 303 گریٹر بمبئی کے لیے سیشن عدالت پر لاگو ہوتی تھیں۔ جیسا کہ بل کے مقاصد میں کہا گیا ہے اس کا مقصد جج صاحبان کے متفقہ فیصلے کے ساتھ اختلاف رائے کا معاملہ فراہم کرنا اور گریٹر بمبئی کے سیشن جج کو مجموعی ضابطہ فوجداری کی دفعہ 307 کے تحت حوالہ دینے کے قابل بنانا تھا یہاں تک کہ متفقہ فیصلے کی صورت میں بھی جس سے وہ متفق نہیں تھے۔ تاہم بمبئی ایکٹ ششم، سال 1952 کے ذریعے ترمیم کرتے ہوئے قانون ساز یہ نے گریٹر بمبئی کے سیشن جج کے جج صاحبان کو فارغ کرنے اور اکثریتی فیصلے کی صورت میں بھی کسی اور جج صاحبان کے ذریعے ملزم پر دوبارہ مقدمہ چلانے کا حکم دینے کے اختیارات چھین لیے تاکہ پانچ سے چار کے فیصلے میں بھی جو اس وقت تک ایک موثر فیصلہ نہیں تھا، کیس کو مجموعی ضابطہ فوجداری کی دفعہ 307 کے تحت عدالت عالیہ میں پیش کرنا پڑے گا۔

عدالت عالیہ نے حوالہ سنا اور ریکارڈ پر موجود شواہد پر بحث کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچی کہ کسی معقول شخص کے لیے کوئی اور نتیجہ ممکن تھا سوائے اس کے کہ اپیل کنندہ عبدالستار کا حملہ آور تھا۔ عدالت عالیہ نے اس کے مطابق اپیل کنندہ کو مجموعہ تعزیرات بھارت 326 کے تحت جرم کا مجرم قرار دیا اور اسے اوپر کی طرح سزا سنائی۔ اپیل کنندہ نے 4 فروری 1953 کو اس عدالت سے اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت حاصل کی اور اسی وجہ سے یہ اپیل کی گئی۔

استغاثہ کے گواہوں کے شواہد میں مختلف حالات سامنے لائے گئے جن پر دفاع نے خاص طور پر بھروسہ کیا۔ استغاثہ نے صاف طور پر اعتراف کیا کہ وہ اپیل کنندہ کے ذریعے جرم کرنے کا کوئی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

مقصد ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے۔ عبد الستار نے سیشن عدالت میں ثبوت دینے سے پہلے کہیں بھی یہ نہیں کہا تھا کہ اس نے اپیل گزار کے ساتھ کوئی بات چیت کی ہے کہ مؤخر الذکر اسے کیوں چوٹ پہنچا رہا ہے۔ تاہم اس نے سیشن عدالت میں پہلی بار کہا کہ اس نے اپیل کنندہ سے پوچھا کہ وہ اسے کیوں چھرا گھونپ رہا ہے اور اپیل کنندہ نے جواب دیا کہ وہ یہ اپنے ایک دوست کے کہنے پر کر رہا ہے۔ اس کے بعد عبد الستار نے کہا کہ اس کے ایک سلیمان کے ساتھ دشمنانہ تعلقات تھے اور سلیمان کے کہنے پر ہی اپیل کنندہ نے اس کے شخص کو چوٹیں پہنچائیں۔ اس کی خصوصیت دفاع کی طرف سے اپیل کنندہ کی طرف سے جرم کے ارتکاب کا مقصد فراہم کرنے کے لیے ایک خالص بعد از سوچ کے طور پر کی گئی تھی اور اس پر زور دیا گیا تھا کہ اگر عبد الستار اپیل کنندہ کے ذریعے جرم کے ارتکاب کا مقصد فراہم کرنے کے لیے ایک کہانی ایجاد کرنے کے قابل تھا تو اس پر یقینی طور پر اپیل کنندہ کی شناخت میں بھی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔

اپیل گزار کے شخص کے پاس جرم کا ہتھیار بھی نہیں ملا اور اس کی تلاشی کے باوجود پولیس کو جائے وقوعہ پر یا اس کے قریب سے کوئی ہتھیار نہیں ملا۔ نہ تو بابو آدم اور نہ ہی سب انسپکٹر چوان نے اپیل کنندہ کے ہاتھوں میں چاقو دیکھ کر گواہی دی۔ یہ صرف محمد صفی تھا، ایک گواہ جسے استغاثہ نے چھوڑ دیا تھا اور دفاع نے اس سے پوچھ گچھ کی تھی، لیکن یہاں تک کہ دفاع نے بھی دشمن گواہ کے طور پر سلوک کیا، جس نے کہا کہ اس نے اپیل گزار کے ہاتھوں میں چاقو دیکھا۔ اگر بابو آدم کے ثبوت کو قبول کرنا تھا تو محمد صفی سچ نہیں کہہ رہے تھے اور اگر محمد صفی کے ثبوت کو قبول کرنا تھا تو بابو آدم سچ نہیں کہہ رہے تھے۔ اس لیے دفاع کی طرف سے شواہد کے اس تصادم پر صحیح تبصرہ کیا گیا۔

شناختی پریڈ کو بھی مناسب نہ ہونے کی وجہ سے چیلنج کیا گیا تھا کیونکہ یہ الزام لگایا گیا تھا کہ جب شناختی پریڈ منعقد کی گئی تھی تو زیادہ تر وارڈ بائز کو اپیل گزار کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ مقدمے کے اس پہلو کے حوالے سے استغاثہ کے گواہوں سے جرح میں کسی سوال کا جواب نہیں دیا گیا اور ایڈیشنل سیشن جج نے جج صاحبان کو مشاہدہ کیا کہ اس طرح کی جرح کی عدم موجودگی میں شناختی پریڈ کی اس تنقید پر زیادہ انحصار نہیں کیا جا سکتا۔ منظوری میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہاں تک کہ عدالت عالیہ نے بھی مشاہدہ کیا کہ "پریڈ اتنی تسلی بخش نہیں تھی جتنی ہم اس طرح کے معاملات میں پریڈ کی توقع کرتے ہیں" اور مزید مشاہدہ کیا کہ اس حقیقت کا واحد اثر انہیں عبد الستار کے ثبوت کے حوالے سے محتاط رکھنا ہو گا اور انہیں اس ثبوت پر کارروائی کرنے کے لیے آگے نہیں بڑھنا چاہیے جب تک کہ اس کی تصدیق نہ ہو جائے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اپیل گزار کی قمیض اور پتلون پر خون کے داغ پہلی بار میں بابو آدم یاسب انسپکٹر چوان میں سے کسی نے نہیں دیکھے تھے اور یہ صرف اس وقت ہوا جب دوسرا پنچ نامہ 26 اگست 1951 کو تقریبا صبح 30-1 پر بنایا گیا تھا۔، جب اپیل کنندہ کو جائے وقوعہ سے پولیس اسٹیشن واپس لایا گیا تو خون کے یہ داغ نظر آئے اور پنچ نامہ میں نوٹ کیے گئے۔ خون کے ان داغوں کے وجود پر عبد الستار کی گواہی کی تصدیق کے طور پر زور دیا گیا تھا جہاں تک کہ اس نے کہا کہ اپیل کنندہ نے اپنے شخص کو چوٹیں پہنچائیں۔ پولیس کانسٹیبل کی اپیل گزار کی ناک پر وار کرنے کی دفاعی کہانی جس کی وجہ سے ناک سے خون بہہ رہا تھا اور قمیض اور اپیل گزار کی پتلون پر خون کے داغ تھے، کو پولیس کانسٹیبل کی پولیس اسٹیشن کے احاطے میں اس انداز میں کام کرنے کی ناممکنیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسترد کرنے کی کوشش کی گئی۔ استغاثہ کے نظریہ نے ممکنہ طور پر دائیں بازو کے گڑھے میں، قمیض کے سامنے اور پتلون پر خون کے داغوں کی وضاحت کی ہو گی۔ لیکن قمیض کے پچھلے حصے پر خون کے داغوں کی آسانی سے وضاحت نہیں کی جا سکی۔ قمیض کے پچھلے حصے پر خون کے داغوں کی وضاحت یقینی طور پر دفاعی نظریہ سے کی جا سکتی تھی اور یہ ایک ایسی صورت حال تھی جس پر دفاع کے ذریعہ انحصار کیا گیا تھا کیونکہ دفاعی ورژن ممکنہ تھا۔

یہ وہ حالات تھے جو جج صاحبان کے سامنے تھے جب انہوں نے اپیل کنندہ کی مجرمانہ حیثیت کے سوال پر غور کیا، اور ہمیں جس سوال پر غور کرنا ہے وہ یہ ہے کہ کیا وہ فیصلہ جس پر وہ چھ سے تین کی اکثریت سے پہنچے تھے وہ ایسا تھا کہ کیس کے ریکارڈ پر مردوں کا کوئی معقول گروہ نہیں پہنچ سکا۔ مجموعی ضابطہ فوجداری کی دفعہ 307 کے تحت حوالوں کے معاملے میں نقطہ نظر کا مناسب طریقہ رامانگرہ سنگھ بنام ایمپرر ([1]) میں پریوی کونسل نے متعین کیا تھا، جہاں پریوی کونسل نے حکام کے تنازعہ کو حل کیا جو اس وقت تک بھارت میں رائج تھا اور اس خیال کو قبول کیا کہ عدالت عالیہ صرف اس صورت میں جج صاحبان کے فیصلے میں مداخلت کرے گی جب اسے فیصلہ "غیر معقول"، "واضح طور پر غلط" یا "معقول شواہد کے خلاف" کے معنی میں مسخ پایا جائے۔ مجموعی ضابطہ فوجداری کی دفعہ 307 کے بنیادی اصول پر پریوی کونسل کے معتبر کے مشاہدات کا مناسب حوالہ یہاں دیا جا سکتا ہے:-

"ذیلی دفعہ (1) کے تحت، حوالہ کا جواز پیش کرنے کے لیے دو شرائط درکار ہیں۔ پہلا، کہ جج کو جج صاحبان کے فیصلے سے اختلاف کرنا چاہیے، کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ یہ واضح طور پر کسی بھی حوالہ کی بنیاد ہے۔ دوسرا، کہ جج کو "واضح طور پر یہ رائے ہونی چاہیے کہ انصاف کے مقاصد کے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

لیے مقدمہ پیش کرنا ضروری ہے" اہم ہے، اور ان کی رائے میں معتبر دفعہ کی تشریح کی کلید فراہم کرتا ہے۔ قانون سازیہ نے بلا شبہ محسوس کیا کہ مفسل میں جج صاحبان کے بذریعے مقدمے کی سماعت کا تعارف تجرباتی ہو گا، اور یہ ججوں کے بذریعے، ان کی لاعلمی اور ناتجربہ کاری میں، غلط فیصلوں کو واپس کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔ ان کے معتبر کا خیال ہے کہ اس دفعہ کا مقصد اس خطرے سے بچنا تھا، اور سیشن جج اور عدالت عالیہ کو اپنے اختیارات کے اندر مناسب طریقے سے کام کرتے ہوئے، ضابطہ اخلاق کے ذریعہ انہیں دیئے گئے حقائق کا تعین کرنے کے حق سے محروم کرنے کے قابل بنانا نہیں تھا۔ اگر جج صاحبان ان شواہد پر اس نتیجے پر پہنچ گئی ہے جن تک مردوں کا ایک معقول گروہ پہنچ سکتا ہے، تو انصاف کے مقاصد کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ سیشن جج کیس کو صرف اس وجہ سے عدالت عالیہ کے حوالے کرے کہ وہ خود حقائق پر کسی مختلف نتیجے پر پہنچ جاتا، کیونکہ وہ حقائق کا تعین کرنے والا ٹریبونل نہیں ہے۔ اسے اس سے آگے جانا چاہیے اور اس رائے کا ہونا چاہیے کہ فیصلہ ایسا ہے جس پر مردوں کا کوئی معقول گروہ ثبوت تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ حوالہ سے نمٹنے میں عدالت عالیہ کے اختیارات ذیلی دفعہ (3) میں موجود ہیں۔ یہ ان اختیارات میں سے کسی کو بھی استعمال کر سکتا ہے جو وہ اپیل پر استعمال کر سکتا ہے، اور اس میں دفعہ 428 کے ذریعے دیے گئے نئے شواہد طلب کرنے کا اختیار بھی شامل ہے۔ عدالت کو پورے معاملے پر غور کرنا چاہیے اور سیشن جج اور جج صاحبان کی رائے کو مناسب اہمیت دینی چاہیے، اور پھر ملزم کو بری یا مجرم قرار دینا چاہیے۔ ان کے معتبر کے خیال میں، عدالت عالیہ میں سب سے اہم غور یہ ہونا چاہیے کہ آیا انصاف کے مقاصد کے لیے ضروری ہے کہ جج صاحبان کے فیصلے کو کالعدم قرار دیا جائے۔ عام طور پر، اگر ثبوت ایسا ہے کہ وہ ٹرائل عدالت کے نقطہ نظر کے مطابق، مجرم یا غیر مجرم کے فیصلے کی مناسب طریقے سے حمایت کر سکتا ہے، اور اگر جج صاحبان شواہد کے بارے میں ایک نظریہ رکھتی ہے اور جج کو لگتا ہے کہ انہیں دوسرا نظریہ اختیار کرنا چاہیے تھا، تو جج صاحبان کا نظریہ غالب ہونا چاہیے، کیونکہ وہ حقیقت کے جج ہیں۔ ایسے معاملے میں ایک حوالہ جائز نہیں ہے، اور یہ صرف ان کے نقطہ نظر کو قبول کرنے سے ہے کہ عدالت عالیہ جج صاحبان کی رائے کو مناسب اہمیت دے سکتی ہے۔ تاہم، اگر عدالت عالیہ یہ سمجھتی ہے کہ شواہد کے مطابق مردوں کا کوئی معقول گروہ جج صاحبان کے نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا تھا، تو حوالہ جائز تھا اور انصاف کے مقاصد کا مطالبہ ہے کہ فیصلے کو نظر انداز کیا جائے۔"

ہماری رائے ہے کہ مجموعی ضابطہ فوجداری کی دفعہ 307 کے تحت حوالوں میں نقطہ نظر کا یہ صحیح طریقہ ہے۔ اگر مقدمے کے حقائق اور حالات ایسے ہیں کہ مردوں کا ایک معقول گروہ کسی نہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کسی نتیجے پر پہنچ سکتا ہے، تو سیشن جج یا عدالت عالیہ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنے فیصلے کو اس فیصلے کی جگہ تبدیل کرے جو جج صاحبان نے دیا ہے۔ جج صاحبان حقائق کی واحد جج ہوتی ہے اور جج صاحبان کے فیصلے کا فائدہ اٹھانا ملزم کا حق ہے۔ یہاں تک کہ اگر سیشن جج یا عدالت عالیہ کو کسی مختلف فیصلے پر خود ہی چھوڑ دیا جاتا تو بھی یہ سیشن جج کے لیے مجاز نہیں ہے کہ وہ کوئی حوالہ دے اور نہ ہی عدالت عالیہ کے لیے کہ وہ اسے قبول کرے اور جج صاحبان کے فیصلے کے لیے اپنے فیصلے کو تبدیل کرے بشرطیکہ فیصلہ ایسا ہو جس پر کیس کے حقائق اور حالات پر مردوں کا ایک معقول گروپ پہنچ سکے۔

اس موقف کو مد نظر رکھتے ہوئے جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے، ہماری واضح رائے ہے کہ ہمارے سامنے مقدمے کے حقائق اور حالات پر جج صاحبان کے سامنے کافی مواد موجود تھا جو جج صاحبان کو اپیل کنندہ کی مجرمانہ حیثیت کے حوالے سے کسی نہ کسی نتیجے پر پہنچنے کے قابل بنائے گا۔ نو میں سے چھ جج اس نتیجے پر پہنچے کہ اپیل کنندہ اس جرم کا مجرم نہیں تھا جس کے لیے اس پر الزام لگایا گیا تھا۔ نو میں سے تین جج مخالف نتیجے پر پہنچے اور ہمارے لیے مقدمے کے حالات میں یہ ناممکن ہے کہ جج صاحبان کے اراکین کے ذریعے اخذ کیے گئے ایک یا دوسرے نتیجے کو غیر معقول یا واضح طور پر غلط یا معقول شواہد کے خلاف ہونے کے معنی میں متضاد قرار دیا جائے۔ اکثریت کی طرف سے دیا گیا فیصلہ یقینی طور پر ایک فیصلہ تھا جو ریکارڈ پر موجود شواہد پر مردوں کی ایک معقول جماعت تک پہنچ سکتا تھا اور ہماری رائے میں حوالہ مجاز نہیں تھا۔

لہذا نتیجہ یہ ہے کہ اپیل کی اجازت دی جائے گی، حوالہ پر عدالت عالیہ کا فیصلہ کالعدم قرار دیا جائے گا، جج صاحبان کا اکثریت کا فیصلہ جس میں اپیل کنندہ کو اس جرم کا مجرم نہیں قرار دیا گیا جس کے ساتھ اس پر الزام عائد کیا گیا تھا اسے قبول کر لیا جائے گا اور اپیل کنندہ کو بری کر دیا جائے گا اور خارج کر دیا جائے گا اور فوری طور پر آزاد کر دیا جائے گا۔

اپیل کی اجازت دی گئی

جواب دہندہ کے لیے ایجنٹ: جی۔ ایچ راجادھیکشا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document